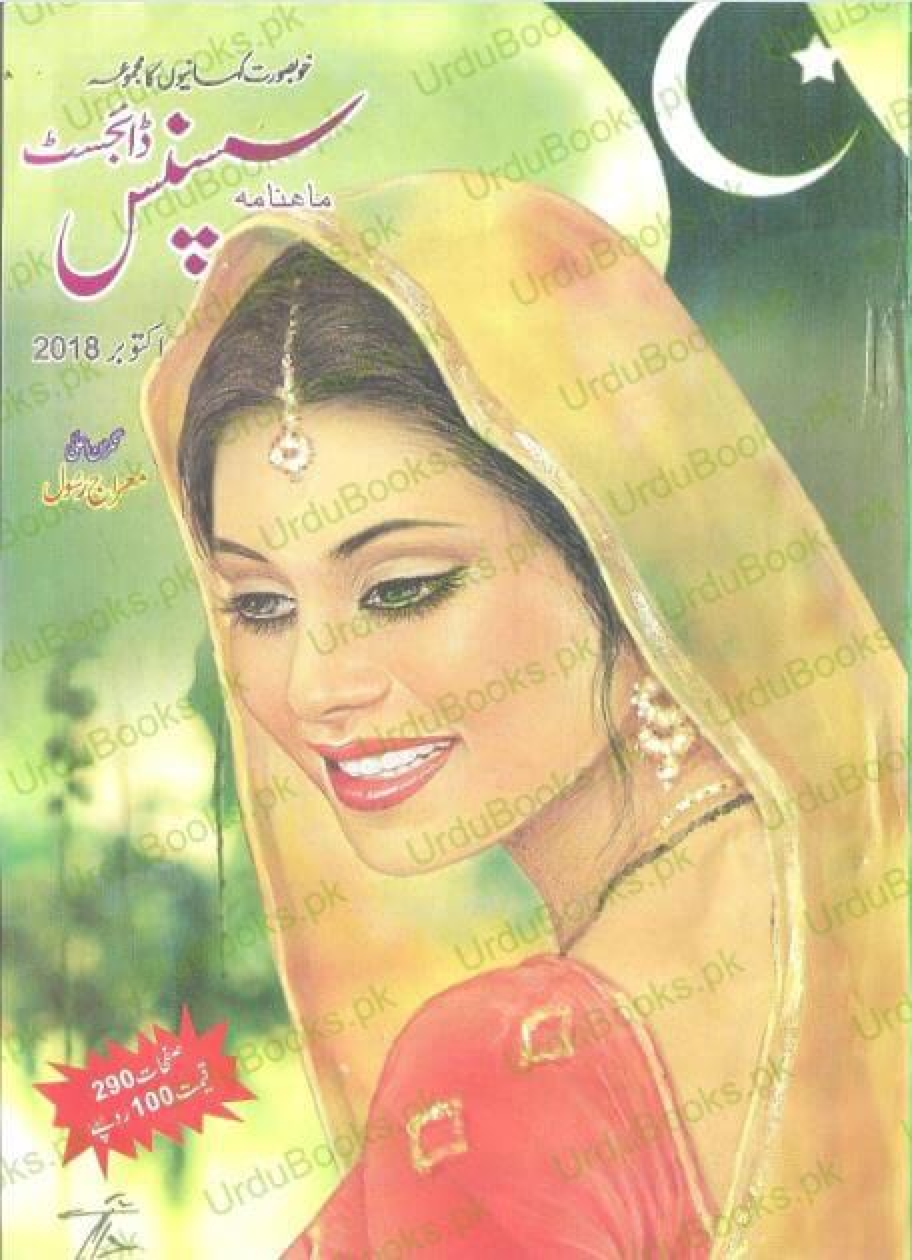

خوبصورت کہانیوں کا مجموعہ
ماہنامہ
سسپنس ڈائجسٹ
اکتوبر 2018
معراج رسول
صفحات 290
قیمت 100 روپے

مدیرِ اعلیٰ

عذرا رسول

مدیرہ یمنیٰ احمد

نائب مدیر اطہر حسین

مینجر اشتہارات

محمد شہزاد خان

0333-2256789

سرکولیشن مینجر

سید منیر حسین

0333-3285269

07 انشائیہ

جون ایلیا

دنیا میں خسارہ ہی خسارہ ہے..... اگر کوئی نفع ہے تو صرف حسنِ عمل..... ماضی سے انتخاب

08 آپ کے خطوط

مدیرِ اعلیٰ

سسپنس کی مجلسِ مشاورت وقارئین کی تلخ و شیریں باتیں گلے شکوے اور پُرخلوص مشورے

14 مکافات

ڈاکٹر ساجد امجد

ماضی کا آئینہ۔ بااختیار و بے اختیار انسانوں کے سبق آموز اور عبرت آمیز واقعات

49 ناقابلِ یقین

تنویر ریاض

ایک حادثہ اور غیر یقینی خواب کے مابین عجیب تعلق کا قصہ

59 پیشہ ور

ماہ رخ ارباب

محبت کے جھوٹے دعووں کا امتحان لینے والی ایک قتالہ کا ماجرا

63 ٹھنڈی چائے

مختار آزاد

غفلت کے شکار دلوں میں سوز جگاتی ایک پُرفکر تحریر

76 رنگِ آسماں

اے آر راجپوت

مشرق و مغرب کے عجب امتزاج اور تاریخی خونریزیوں کے عبرت اشاروں میں ابھرتی دلچسپ داستان

101 سزائے انتظار

شاکر لطیف

مفاد پرست رشتوں کے لیے انوکھی سزا کا انتخاب

113 موت سے پہلے

منظر امام

قدم قدم پر ٹھوکر کھانے والے ایک مجبور و بے بس عاشق کا ماجرا

118 چارۂ ناچار

مرزا امجد بیگ

ملک صاحب کی تفتیش کے پیچیدہ انداز اور مجرموں کا عبرت ناک انجام

جلد 47 • شمارہ 10 اکتوبر 2018 • زرِ سالانہ 1200 روپے • قیمت فی پرچا پاکستان 100 روپے •

خط کتابت کا پتا: پوسٹ بکس نمبر 215 کراچی 74200 • فون: 35895313 (021) E-mail:jdpgroup@hotmail.com

143 — گمشدہ — شاہ زین رضوان
نادانی میں انتہائی دانائی سے کام لینے والے ایک بچے کی ذہانت

153 — پاگل ممتا — فہمی فردوس
اولاد کے ناز اٹھانے والی ایک ماں کا پاگل پن

165 — بریف کیس — سلیم انور
لالچ میں اندھے ایک دوست کی لرزہ خیز واردات کا قصہ

168 — محفلِ شعر و سخن — قارئین
آپ کے ہاتھوں سجی ایک انجمن رنگ رنگ آپ کی پسند آپ کے ذوق سے ہم آہنگ

171 — چشم دید — محمد طاہر عمیر
مغربی دنیا میں جرائم کے ارتکاب میں ہر حد عبور کرنے والا ایک مکار مجرم

181 — احسان مند — نادیہ نور
ایک قتل کے ضمیر کا بوجھ، جسے وہ اتارنے کے لیے بے چین تھا

188 — وقت — حسام بٹ
ایک عزم بازی گری کی بازی گری...... سنسنی خیز واقعات پر مشتمل ایک دلربا طویل داستان

215 — خارزار — محمد الیاس
خارزار راہوں پر چلنے والی ایک دوشیزہ کی پُراثر روداد

221 — چور — ثمر عباس
ایک چور کا دوسرے چور سے ملاپ اور جدائی کا انوکھا ماجرا

229 — حضرت موسیٰؑ — رضوانہ ساجد
مصر کی سرزمین پر فرعونی سازشیں اور پیغمبر کے معجزات کا احوال

241 — گڑیا — محمد سجاول خان
ٹھنڈی چھاؤں سے بچھڑنے والی ایک گڑیا کا انجام

245 — کیکر — ظفر اقبال ظفر
کیکر کے درخت تلے بیٹھی ایک بے بس عورت کی آہ و زاری کا دل فگار قصہ

250 — بجنگ آمد — طاہر جاوید مغل
معاشرے کے سب سے خطرناک اور پُرفریب پہلو کو اجاگر کرنے والی تحریر...... بجنگ آمد بجنگ آمد کی عملی تفسیر

پبلشر و پرو پرائٹر: ذیشان رسول • مقام اشاعت: گراؤنڈ فلور C-63 فیز II ایکس ٹینشن، ڈیفنس، مین کورنگی روڈ کراچی 75500
پرنٹر: جمیل حسن • مطبوعہ: ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی

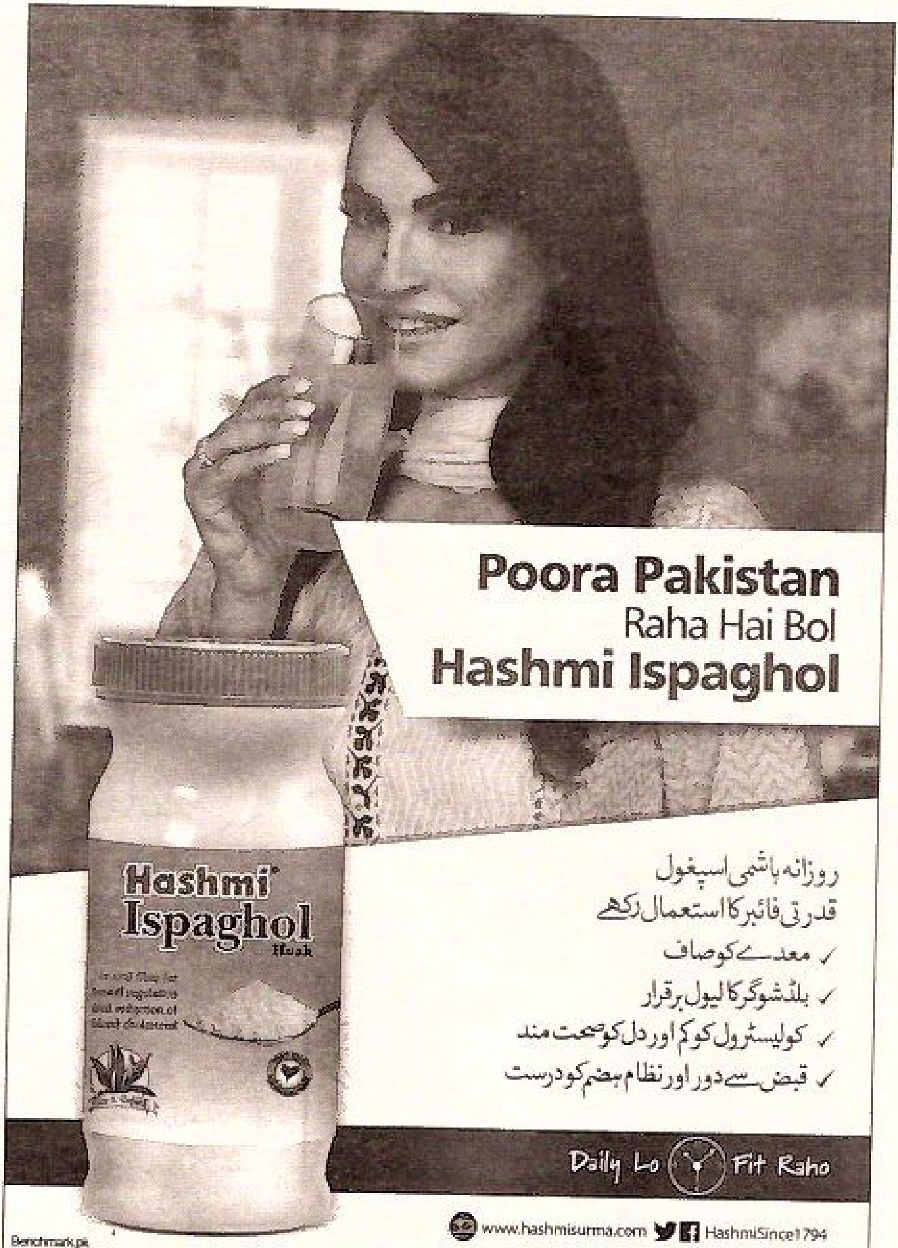
Poora Pakistan
Raha Hai Bol
Hashmi Ispaghol
Hashmi
Ispaghol
Husk
روزانہ ہاشمی اسپغول
قدرتی فائبر کا استعمال رکھے
✓ معدے کو صاف
✓ بلڈ شوگر کا لیول برقرار
✓ کولیسٹرول کو کم اور دل کو صحت مند
✓ قبض سے دور اور نظام ہضم کو درست
Daily Lo Fit Raho
www.hashmisurma.com
HashmiSince1794
Benchmark.pk

انشائیہ

جون ایلیا

بڑا خسارہ

راستی، راستائی اور راستینی تلاش کرنے والوں کے لیے یہ ایک پُرآشوب زمانہ ہے۔ دلوں میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ دلیلوں پر درہمی کی افتاد پڑی ہے اور دانش پر دیوانگی کے دورے پڑ رہے ہیں۔ نیکی اور بدی اس طرح کبھی خلط ملط نہ ہوئی تھیں۔ اِدھر یا اُدھر، جدھر بھی دیکھو، ایک ہی سا حال ہے۔ تیرہ درونی نے اپنی دستاویز درست کی ہے اور کجی، کج رائی اور کج روی کا دستور جاری کیا گیا ہے۔ جو سمجھانے والے تھے، وہ اپنے افادات کی مجلسوں میں برائی سمجھا رہے ہیں۔ برائی سوچی جا رہی ہے اور بُرا چاہا جا رہا ہے۔ خیال اور مقال کی فضا اس قدر زہرناک کبھی نہ ہوئی تھی۔ انسانی رشتے اتنے کمزور کبھی نہ پڑے تھے۔

ایک اور فتنہ برپا ہوا ہے، وہ ادھوری سچائیوں کا فتنہ ہے۔ اس نے انسانیت کی صورت بگاڑ کر رکھ دی ہے۔ ایک آنکھ، ایک کان، ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ کی انسانیت زندگی کے حسنِ تناسب کا نادر نمونہ ٹھہری ہے۔ یہی وہ انسانیت ہے جس کے باعث اس دور میں ہماری تاریخ کے سب سے بدترین واقعات ظہور میں آئے ہیں۔ گمان گزرتا ہے کہ یہ انسانوں کی نہیں، نسناسوں کی دنیا ہے اور ہم سب نسناس ہیں۔ جسے دیکھو وہ غیر انسانی لہجے میں بولتا ہوا سنائی دیتا ہے۔

سماعتوں پر شیطانی شطحیات نے قبضہ جما لیا ہے۔ یہاں جو بھی کان دھر کر سن رہا ہے، وہ کانوں کے گناہوں کا مرتکب ہو رہا ہے۔ سو چاہیے کہ ایسے میں نیک سماعتیں اعتزال اختیار کریں۔ اپنی نیتوں کی نیکی پر سختی سے قائم رہو اور اس کی ہر حال میں حفاظت کرو کہ تمہارے پاس یہی ایک متاع باقی رہ گئی ہے اور یہی تمہاری سب سے قیمتی متاع بھی ہے۔

نفرتوں کی گرم بازاری اور محبتوں کی اس قحط سالی میں دکھی انسانیت کے دکھ اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ اس بیمار کے تیمارداروں اور غم گساروں کی تعداد آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی ہے۔ اچھائی اور برائی میں ایک عجیب معاملت ہوئی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے اپنے ناموں کا آپس میں تبادلہ کر لیا ہے۔ اب ہر چیز اپنی ضد نظر آتی ہے۔ علم، جہل پر ریجھ گیا تھا اور جہل، علم کے خطاب پر بُری طرح لوٹ پوٹ تھا۔ سو دونوں ہی نے ایثار سے کام لیا۔

انسان کو اس دور میں وہ وہ منفعتیں حاصل ہوئی ہیں جن پر ہر دور کا انسان رشک کرے۔ پر اس کا خسارہ بھی اسی قدر شدید ہے اور وہ یہ کہ انسانوں کے اس انبوہ میں خود انسان ناپید ہو گیا ہے۔ جس مزاج اور جس قماش کی دنیا میں ہم رہتے ہیں، اس کا حال تو یہی ہے اور یہی ہونا بھی تھا۔ کوئلے کی کمائی کالک کے سوا اور کیا ہے؟ اندرائن کے پیڑ سے کیا کبھی انگور کے خوشے بھی توڑے گئے ہیں؟

آپ کا خط

عزیزانِ من

السلام علیکم!

اکتوبر 2018ء کا سسپنس باذوق قارئین کی نذر ہے۔ لیجیے جناب تمام حجاج کرام بھی حج کا فریضہ ادا کر چکے ہیں اور عیدالضحیٰ بھی گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حج قبول و مقبول فرمائے۔ (الٰہی آمین) محرم الحرام کی آمد ہے، ایثار و قربانی اور عہد کی وفاداری کی عظیم مثال جاگے ہوئے ذہنوں اور سوئے ہوئے ضمیروں پر آگاہی اور تنبیہ کی دستک دیتی ہے جو تا قیامت ہمارے لیے سوچنے کے کئی در وا کرتی رہے گی..... زندگی کی بے ثباتی ہمیں اپنے اردگرد سے باخبر رہنے پر آمادہ کرتی ہے۔ صحیح اور غلط کا فرق سمجھاتی ہے مگر مُردہ ضمیروں پر شاید اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا..... ملک بھر میں اچانک بچوں کے اغوا کی وبا نے والدین کو ایک بار پھر خوفزدہ کر دیا ہے۔ نئی حکومت کے حوالے سے اطمینان کی جو لہر آئی تھی اس میں اچانک ان ناپاک عناصر نے ایک بے چینی سی پیدا کر دی ہے۔ قوانین کے بنانے والے اور محافظین کے لیے یہ جرم کوئی پہلی بار سرزد نہیں ہوا..... ماضی سے تا حال اس کا تسلسل جاری ہے مگر افسوس کہ ان مجرمانہ کارروائیوں کے سدِباب کے لیے کوئی خاص کامیابی نہیں ہو سکی۔ مایوسی اور افسردگی یا ناامیدی کی فضا آخر کب تک.....؟ یہ سوالیہ نشان جواب طلب ہے اور ہم سب منتظر ہیں۔ انتظار تو ہمارے قارئین بھی کر رہے ہیں اپنی پیاری محفل میں اپنے دوستوں کے تبصروں کا..... تو چلیے جناب پھر دیر کس بات کی۔

✠ خالد شیخ طاہری، جامشورو سندھ سے تشریف لائے ہیں۔ ”ستمبر کا سسپنس خوبصورت سرورق اور عیدالاضحیٰ کی مبارک کے ساتھ ملا۔ فہرست پر نگاہ ڈالی تو تقریباً سبھی جانے پہچانے نام نظر آئے لیکن اس وقت دل خوش ہو گیا جب آپا زو یا اعجاز کو آخری صفحات پر براجمان پایا۔ (بہت خوب) جون صاحب کا انشائیہ بڑا شاندار رہا۔ انشائیہ پڑھ کر جب ہم پہنچے اپنی محفل میں نئی حکومت سے پرانے مسائل حل کرنے کی امید کے ساتھ تو ایک دلگداز احساس پڑھی۔ رائے کے بارے میں بس یہ ہی کہوں گا کہ بحیثیت سچے قاری ہمیں ادارے کے ہر فیصلے کو تسلیم کرنا چاہیے چاہے وہ قیمت کا اضافہ ہی کیوں نہ ہو۔ میری اپنی بھی یہی رائے ہے کہ صفحات میں کمی نہ کی جائے، مشکل وقت ہے گزر جائے گا۔ قیمت میں اضافہ ہی بہترین آپشن ہے۔ چلبلی ہیر صاحب کو کرسیِ صدارت بہت بہت مبارک۔ تبصروں میں سبھی نے بہترین تبصرے کیے۔ سسپنس میں اپنا پہلا تبصرہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کہانیوں میں سب سے پہلے آخری صفحات پر آپا زو یا اعجاز کو پڑھا۔ آپا نے سسپنس کے قاری کو جنگِ آزادی کے ان کرداروں سے ملوایا جن پر بہت کم لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ ناصر ملک صاحب کی دوست اچھی رہی۔ ڈاکٹر شیر شاہ سید کی پرانی غلطی ایک سبق آموز کہانی تھی۔ اسما قادری صاحبہ نے خود غرض میں سگے رشتوں کی بے حسی پر زبردست تحریر لکھی۔ منظر امام صاحب نے تماشا میں تو کمال کر دیا۔ ایک اور زبردست تحریر پڑھنے کو ملی۔ محمد طاہر عمیر کی آسان شکار پڑھتے ہوئے ذہن بالی وڈ کی دو تین فلموں میں الجھ کر رہ گیا۔ کہانی دلچسپ تھی پوری پڑھی۔ شاہ زین صاحب کی پیش گوئی کے اختتام نے چونکا دیا۔ وقت پڑھنا شروع کی اور آخر تک پڑھتا چلا گیا۔ کہانی بہت ہی سست چل رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے ہیرو ہر قسط میں ایک قدم ہی چلا ہو۔ راجپوت صاحب رنگ آسماں میں بہتر جا رہے ہیں۔ یہ قسط سنسنی خیز رہی۔ سسپنس کلاسک میں الیاس سیتاپوری صاحب کا نام دیکھ کر ماضی میں پہنچے جہاں محلاتی سازشوں کے درمیان گم ہو گئے۔ معتوب وقت واقعی کلاسک رہی۔ تنویر ریاض کی ہم سفر شروع ہوئی اور ختم ہو گئی پتا ہی نہیں چلا کیا تھا کہانی میں۔ مرزا امجد بیگ صاحب نے اپنی ڈائری میں اس دفعہ چور ہے دان میں زبردست پیشہ ورانہ مہارت کا ثبوت دیا۔ عبرت اثر روداد جو آخر تک دلچسپی سے پڑھی۔ ایمل رضا کی اداکارہ بہتر رہی۔ رضوانہ ساجد کی تحریر حضرت موسیٰ علیہ السلام معلومات سے بھرپور رہی۔ محفل شعر و سخن میں تمام شعر بہترین انتخاب تھے اور کترنیں دلچسپ رہیں۔ آخر میں ادارے کے لیے نیک خواہشات اور دعا ہے، یہ مشکل وقت آسانی سے مل جائے۔“ (آپ کی یہی اپنائیت ہمارا تعلق مزید مضبوط کرنے کا باعث بنتی ہے۔ بہت شکریہ آپ سب کا جو اس مشکل وقت میں ادارے کے ساتھ کھڑے ہیں)

✠ عامر شہزاد، ننکانہ صاحب سے خط لکھ رہے ہیں ”ستمبر کا شمارہ مطالعے کے بعد زیرِ تبصرہ ہے۔ سرورق خوبصورت اور جاندار ہے، حسین لڑکی قیامت ڈھا رہی ہے۔ انشائیہ ہمیشہ کی طرح شاندار ہے۔ ایڈیٹر صاحب قیمت چاہے کتنی بھی بڑھ جائے رسالہ ہر حال میں جاری رہنا چاہیے۔ اس سے ہماری بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔ خطوط میں چلبلی ہیر، زرین آفریدی، خالد شیخ

طاہری، رمضان پاشا، ایمانے زارا شاہ، محمد زبیر، ناہید یوسف، شاہانہ سلطان، مہتاب احمد، نازش خان، بشریٰ اقبال اور ریاض بٹ نے تبصرہ نگاری کا حق ادا کر دیا۔ کہانیوں میں معتوب وقت، ہم سفر، دوست، چو بے دان، آسان شکار، خودغرض، تماشا، پرائی غلطی، اداکارہ، حضرت موسیٰ، پیش گوئی اور ایک کہانی بڑی پرانی بہترین ثابت ہوئیں۔ تمام رائٹرز بالخصوص الیاس سیتاپوری، ناصر ملک، اسما قادری، ڈاکٹر شیر شاہ سید، ایمل رضا، رضوانہ ساجد اور زویا اعجاز نے منفرد اور اعلیٰ کوالٹی اسٹوریز لکھیں۔ شعروسخن میں مہوش، ظفر علی خان، زرین خان، لیلیٰ منصور، کہکشاں فردوس، مدحت، وردہ ملک، نازش ریحان، بریرہ، انجم کمال، خورشید اعظم، ناصر علی، صبا سحر، زینب خواجہ، ندرت ناصر، عنبرین، سنبل، ناہید یوسف اور شہزاد علی نے بہترین شاعری تخلیق کی۔ نیز ریاض بٹ کی دل اور آنسو، ڈاکٹر تصدق حسین کی جہالت کی تاریکی، صفیہ رشید کی ماڈرن دور، خلیل احمد لودھی کی ماڈرن ڈکشنری، وزیر محمد خان کی سگریٹ اور نوشی غلام حسین کی خواہش وزیر محمد خان کی پہیلی اور ذرا سوچیے، بہترین معلومات افزا تحاریر ہیں۔ آخر میں دعائے خیر ہے۔ سسپنس ڈائجسٹ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔"

✠ ریاض بٹ، حسن ابدال سے بھرپور تبصرے کے ساتھ "ماہ ستمبر کا شمارہ اس بار خلاف معمول 16 اگست کو ہی مل گیا۔ دیدہ زیب سرورق اپنی بہار دکھا رہا ہے۔ جون ایلیا کا انشائیہ بہت خوب ہے۔ دل کی آنکھوں سے اسے پڑھا اور غور کیا...... جو کچھ کہا گیا سچ کہا گیا۔ اب اسے ہم نے ماننا ہے۔ دل کی گہرائیوں سے ماننا ہے۔ ورنہ سارا سفر رائگاں چلا جائے گا...... آگے بڑھے تو ادارہ اپنی مجبوریوں کے ساتھ کھڑا تھا...... یہ حقیقت ہے کہ مہنگائی نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ آپ نے اپنی مجبوری بتادی، اب ہماری مجبوری بھی سن لیجیے۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ رسالے کی اشاعت معطل کر دی جائے...... میرا مشورہ تو ہے کہ قیمت بڑھا دیں۔ ہمیں رسالہ ہر صورت چاہیے۔ (بہت شکریہ محترم آپ کی محبت اور ہماری مجبوریوں کو سمجھنے کا) اب بڑھتے ہیں خطوط کی طرف۔ چلبلی ہیر آپ کا تبصرہ بہت خوب ہے۔ لفظوں کا تڑکا خوب لگایا ہے۔ جیجی ہم بھاگنے والے انکل نہیں ہیں، پینتیس سال سے سسپنس سے چپکے ہوئے ہیں...... خدا عمر دراز کرے۔ زرین آفریدی اس بار تبصرہ ذرا مختصر تھا۔ خالد شیخ طاہری کا تبصرہ محفل کی جان ہے۔ اچھا لگا۔ آئندہ بھی ایسے جاندار تبصرے کے ساتھ آتے رہیے گا۔ رمضان پاشا بھائی کیسے ہو؟ ہر ماہ تبصرے کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ بہت اچھا لگتا ہے۔ محمد رفاقت صاحب بھی باقاعدگی سے آتے ہیں اور دریا کو کوزے میں بند کرنے کا فن جانتے ہیں۔ میرا خط پسند کرنے کا شکریہ..... ایمانے زارا شاہ، محمد زبیر ساگر، ناہید یوسف، شاہانہ سلطان، مہتاب احمد، نازش خان، بشریٰ اقبال کے تبصرے بھی پسند آئے...... اب بڑھتے ہیں کہانیوں کی طرف۔ سسپنس کلاسک کے سلسلے کی تاریخی کہانی معتوب وقت الیاس سیتاپوری کے جادوائی قلم کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سطر سطر دل میں اتر گئی۔ واقعی ماضی میں حکومتوں کے تخت الٹانے میں کنیزوں اور غلاموں کا بڑا ہاتھ تھا۔ بہرحال اپنی تحریروں میں زندہ (مرحوم) مصنفین کی تحریروں کو خراج عقیدت یا تحسین پیش کرنے کا یہ ایک اچھا اور قابلِ تعریف سلسلہ ہے (اس سلسلے کو سراہنے کا شکریہ) رنگِ آسماں میں اب کافی تیزی آگئی ہے۔ یہ قسط پڑھ کر مزہ آگیا۔ ناصر ملک کی دوست کے کیا کہنے۔ ایسی تحریریں سیدھی دل میں اتر جاتی ہیں۔ واقعی جب بے رحم وقت اپنی چال چلتا ہے تو دل کے نازک آبگینوں کو کرچی کرچی کر دیتا ہے تو دل کے ساحل پر گزرے لمحات گھونگے، سیپیاں بن کر پڑے رہ جاتے ہیں۔ یہی حال رضی الدین کا ہوا۔ پھر پہنچے مرزا امجد بیگ صاحب کی عدالتی بکھیڑوں میں الجھی کہانی چو بے دان تک۔ اس جرم کی بنیاد ایک واہیات شک پر رکھی گئی تھی جسے بیگ صاحب نے بڑی چابکدستی اور اپنی پیشہ ورانہ مہارت سے آشکار کر کے اپنے موکل سکندر کو باعزت بری کروالیا۔ سکندر واقعی قسمت کا دھنی نکلا...... کہ اسے مرزا امجد بیگ صاحب جیسا وکیل میسر آگیا۔ اسے کہتے ہیں خود اپنے جال میں صیاد آگیا۔ پرائی غلطی، ڈاکٹر شیر شاہ سید کی رلا دینے والے موضوع پر لکھی ایک حساس تحریر ہے۔ واقعی انسان کو اپنی غلطی کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب وہی حالات اس کے سامنے آتے ہیں اور جب اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا ہے تو اسے اپنی حیثیت کا پتا چلتا ہے۔ باقی کہانیوں میں اداکارہ (ایمل رضا) پیش گوئی (شاہ زین

سانحۂ ارتحال

کتابوں اور رسائل کے سرورق کے مصور، کہنہ مشق فنکار، ذاکر حسین جنھوں نے تقریباً نصف صدی کا عرصہ ادارے کی قریبی رفاقت میں گزارا، طویل علالت کے بعد 30 اگست 2018ء کی رات اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین مرحوم کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے دعا فرمائیں۔

سینئر صحافی الیاس شاکر طویل علالت کے بعد کراچی میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی صحافت میں خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

واہ ابصارت وبصیرت کے مابین تماشے نے سماں سر دیا۔ ڈاکٹر شیر شاہ سید کی کہانی بہت اچھی لگی۔ جو بویا ہو وہی سامنے آتا ہے۔ ستائیس سال پرانی کی ہوئی غلطی اپنی بیٹی کے نہ رکنے پر یاد آئی تو دل کی بے چینی یقینی تھی۔ رشتے ناتوں میں ادب ولحاظ اور سر تسلیم خم کا بھی بڑا مقام ہے۔ پرانی غلطی اچھی کہانی تھی مگر ایسی غلطیاں اچھی نہیں ہوتیں۔ بنی اسرائیل نے جب اللہ کی بات نہیں مانی تو چالیس سال کے لیے بیابان میں بھٹکنا مقدر ٹھہرا۔ اب حضرت موسیٰ انہیں قرابت داری کا احساس دلا رہے ہیں تو اسرائیلی لوٹ مار کرنے پر تلے ہیں۔ ایسی عجیب قوم کہ شرارتی بچوں کی سی حرکتیں کرتی پھر بھی حضرت موسیٰ انہیں معافی دلا دیتے ہیں اور وہ پھر منحرف ہو جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا واقعہ بھی سبق آموز تھا۔ محفل شعر وسخن سے زرین خان آفریدی، مختار انصاری اور قدرت اللہ نیازی کے شعر اچھے لگے۔'' (آپ کے تفصیلی اور بامعنی تبصرے نے دل خوش کر دیا، ویلڈن)

✠ محمد رفاقت پھولوں کا گلدستہ لیے واہ کینٹ سے حاضر ہیں ''ماہنامہ سسپنس ڈائجسٹ ستمبر 2018ء پھولوں کا گلدستہ...... میرے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی ہر ایک کہانی ایک پھول کی طرح ہے اور اس طرح یہ پھولوں کا گلدستہ بن گیا ہے۔ جناب اس کی پہلی کہانی تو میں سب سے پہلے پڑھتا ہوں۔ اس دفعہ بھی الیاس سیتاپوری کی معتوب وقت، بہت ہی اچھی اور شاندار کہانی تھی۔ یہ سازشیں ابھی تک چل رہی ہیں اور ازل سے ابد تک یہ کھیل چلتا رہے گا۔ کہانی ہم سفر میں گہری نیند سونے والے بھی مل جاتے ہیں۔ ناصر ملک کی دوست بھی اچھی کہانی ہے۔ مرزا امجد بیگ صاحب کی چوہے دان ایک تفتیشی کہانی ہے جس میں دوسروں کو پھنسانے والے خود ہی اس میں جکڑے گئے ہیں۔ آسان شکار، خود غرض، تماشا، وقت، اداکارہ، پیش گوئی، ایک کہانی بڑی پرانی اور پرانی غلطی بھی خوب اچھی لکھی گئی ہیں۔ سب کو بہت بہت مبارک باد قبول ہو۔ ادارے نے اس دفعہ بھی محفل شعر وسخن بہت خوب صورت انداز میں سجائی ہے اور ہر شعر اچھا ہونے کے ساتھ ساتھ معیاری بھی ہے جس کے لیے ادارہ مبارک باد کا مستحق ہے۔ کترنیں بھی اس رسالے کی جان ہیں، ان سے معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ آتے ہیں اس رسالے کے سب سے زیادہ مقبول سلسلے آپ کے خط کی جانب۔ تو جناب سب لکھنے والے بہت اچھے انداز میں کہانیوں کے بارے میں تحریر کر رہے ہیں اور ان کے خیالات سے رسالے کی پسند کا بھی پتا چلتا ہے۔ خط جو شامل ہوئے ہیں، ان میں ایمانے زارا شاہ، زرین آفریدی، خالد شیخ طاہری، رمضان پاشا، ریاض بٹ، محمد زبیر ساگر، مہتاب احمد، ناہید یوسف، شاہانہ سلطان، نازش خان اور بشریٰ اقبال کے تبصرے بڑے جان دار تھے۔ سب کو اتنا اچھا لکھنے پر بہت بہت مبارک ہو۔ اس رسالے کے لیے وقت نکالیں اور خوب لکھیں۔ ایک بات اور...... ڈیم کے لیے بھی دل کھول کر اپنا حصہ ڈالیں یہ صدقہ جاریہ ہے۔ اب نئی حکومت بھی بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پاکستانی عوام کی خدمت کرنے کا موقع دے اب نئے عزم، پوری لگن اور ایک جان ہو کر پاکستان کی خدمت کرنی ہے تاکہ آنے والے کل کو ہم اپنے بچوں کو ایک محفوظ پاکستان دے سکیں۔ انشائیہ میں جون ایلیا نے جو بیان دیا ہے ''تمہارا شکریہ'' میں گزارش کروں گا کہ وہ اس نئے پاکستان کے بارے میں بھی کچھ لکھیں۔ ان کی باتیں بہت اثر انگیز ہوتی ہیں۔'' (آپ کو شاید علم نہیں کہ جون ایلیا صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ سب ان کی نادر تحریریں ہیں جو شائع ہو رہی ہیں)

✠ رمضان پاشا کا مشورہ گلشن اقبال، کراچی سے ''آدمی کے لباس سے اس کی حیثیت اور وقار کا اندازہ ہو جاتا ہے کیونکہ لباس ہی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے، اسی طرح کسی رسالے کا سرورق دیکھ کر یار لوگ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اندر کے مندرجات کتنے شاندار اور جاندار ہوں گے۔ اس معاملے میں ہمارا سسپنس صف اول میں شمار ہوتا ہے۔ (بہت شکریہ جناب) کاغذ کا بحران اور مہنگائی کے سلسلے میں اپنے قارئین سے مشورہ طلب کیا ہے تو حقیر فقیر کا مشورہ حاضر ہے۔ گر قبول افتد زہے عزوشرف...... صفحات کم کرنے کے حق میں نہیں ہوں، اشاعت کا تعطل سسپنس کے شیدائیوں پر ظلم ہوگا۔ ہاں البتہ دام میں تھوڑا سا اضافہ کر لیں تو کوئی حرج نہیں۔ سسپنس تو ہر حال میں خریدنا ہی خریدنا ہے...... ''آوے ہی آوے۔'' (آپ سب قارئین کی اس محبت کو دیکھتے ہوئے ادارے نے آپ کے لیے ایک درمیانہ راستہ نکالا ہے۔ امید ہے آپ سب مطمئن ہوں گے)۔ دوست اس کہانی کا عنوان عجیب لڑکی ہونا چاہیے تھا۔ دوست بہت ہی پرانا اور گھسا پٹا عنوان ہے۔ آسان شکار ایک تھکا دینے اور دماغ چکرا دینے والی کہانی تھی، پھر بھی لطف تو آ ہی گیا۔ ہم سفر کہانی بہت دلچسپ تھی، لیکن اختتام اچھا نہیں تھا۔ رنگ آسماں کہانی زبردست چل رہی ہے، گو قصہ بہت پرانا ہے۔ آخر کار کالی کے مندر کا تیا پانچا ہو گیا اور اب مہارانی اور اس کے دو نمبر عاشق کا حشر نشریاتی ہے۔ چوہے دان امجد بیگ کی کہانی حسب معمول اس بار بھی بہت دبنگ تھی۔ تماشا منظر امام نے تو اس بار کمال لکھ دیا، کہانی بہت ہی پر اثر تھی۔ طبع زاد کہانیوں میں خود غرض بہت عمدہ کہانی تھی، بہت مزہ آیا۔ وقت، چنگیز خان سے خوب انتقام لیا۔ ایسا انتقام پہلے کبھی سنا نہ پڑھا اور اب علی کی نئی محبوبہ کا یا اپنی رام کہانی سنائے گی۔ اداکارہ خاصی دلچسپ کہانی تھی، اختتام پر ہنسی بھی آئی۔ شیر شاہ صاحب نے پہلے ہمیں اچھی اچھی کہانیاں پڑھنے کو دیں مگر اس بار انہوں نے بہت مایوس کیا۔ پرانی غلطی کوئی اچھا تاثر نہ چھوڑ سکی۔ غیر ملکی کہانیوں میں پیش گوئی کافی متاثر کن تھی۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود قاتل پکڑ میں نہیں آیا۔ وہی ڈھاک کے تین پات۔ سابقہ تبصرہ

نگار زویا اعجاز کی کہانی نے بہت تڑپایا، آنکھیں بھی نم کر دیں۔ ان کو مبارکباد دوں یا؟...... اشعار کی محفل میں ایس سجاد، زرین آفریدی، ناصر علی اور منظر امام کے اشعار قابلِ داد تھے۔ کترنیں بھی لاجواب تھیں۔ خطوط کی محفل میں جن دوستوں نے اس عاجز کا ذکرِ خیر کیا، ان سب کا شکریہ۔''

⊕ انجم فاروق ساحلی، لاہور سے محفل کی زینت بنے ہیں ''ستمبر کا سسپنس 13 اگست کو بک اسٹال پر دیکھ کر خوشی ہوئی۔ خوش رنگ ٹائٹل منفرد اور پُرکشش لگا۔ خطوط کی محفل خوب ہری بھری تھی۔ عرض یہ ہے کہ بڑھتی ہوئی مہنگائی ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ لکھنے والے بھی مسائل کا شکار ہیں لیکن بہادر قارئین جیسے دوسری اشیا مہنگے داموں خریدتے ہیں، تو سسپنس کی قیمت میں مزید اضافہ بھی قبول کرلیں گے۔ اسے بند کرنے والی بات ہر حال قارئین کو ہلا دینے والی ہے۔ صفحات تو پہلے ہی کم رہ گئے ہیں، مزید کی تو ممکن ہی نہیں معلوم ہوتی۔ مہنگائی معاشرتی زندگی کو مجروح کر رہی ہے لیکن بہرحال زندگی کے لوازمات جاری رہیں گے۔ یہی دستورِ زندگی ہے۔ میرے خیال میں قیمت بڑھا کر صفحات بھی بڑھا دیے جائیں اور اس کے رنگ روپ میں بھی اضافہ کیا جائے۔ (آپ سب کی رائے اور تدبیروں کے پیشِ نظر کیا جانے والا فیصلہ کیسا لگا) چلبلی ہیر، ریاض بٹ اور ناہید یوسف کے خط خاصے بھرپور اور اہم تھے۔ بٹ صاحب باذوق قاری ہیں۔ بقول قارئین قسط وار کہانیاں اگر ایک ہی دائرے میں گھومتی ہیں تو رائٹرز حضرات سے گزارش ہے کہ تھوڑی توجہ فرما دیں۔ ویسے حسام بٹ صاحب اچھا لکھنے والے ہیں۔ مرزا امجد بیگ کے کارنامے بھی خوب قلم بند کرتے ہیں۔ اداکارہ سے مطالعہ شروع کیا لیکن وہ متاثر نہ کرسکی۔ چوہے دان، پیش گوئی، تماشا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اچھی تحریریں ہیں۔ معاشرتی تحریریں خود غرض، پرائی غلطی، دوست اور ہم سفر بھی خوب ہیں۔ الیاس سیتاپوری کا تو جواب ہی نہیں۔ ان کی کاوش بہت اچھی تھی۔ ایک کہانی بڑی پرانی ابھی زیرِ مطالعہ ہے لیکن بادی النظر میں خوب معلوم ہوتی ہے۔ سسپنس کی مزید کامیابی و کامرانی کے لیے دعاگو ہوں۔''

⊕ ظفر احمد کا خط اسلام آباد سے ''وقت اپنی اڑان بھرتا رہا۔ ماہ و سال گزرتے رہے اور ہم سسپنس کو یونہی بک اسٹالز کی زینت بنے دیکھتے رہے۔ ابتدائی صفحات کی تاریخی کہانی، دیوتا کا عہد، مختصر معاشرتی اور جاسوسی کہانیاں، حسام بٹ کے تحریر کردہ ملک صفدر حیات اور مرزا امجد بیگ کے کیسز اور آخری صفحات کی طویل خوب صورت کہانی۔ سسپنس نے ہمیں ہمیشہ ایک اچھی تفریح مہیا کی اور پھر وقت بدلنے لگا۔ لوگ کتابوں سے دور ہونے لگے۔ یہاں تک کہ یہ وقت آگیا کہ ادارے کے لیے ڈائجسٹ کو مین ٹین کرنا مشکل ہوگیا اور آپ قارئین سے صفحات کی کمی، قیمت میں اضافہ یا اشاعت میں تعطل کا مشورہ کرنے لگے۔ (سسپنس اور قارئین کا تعلق ہی اتنا مضبوط اور خوب صورت ہے کہ قارئین سے مشاورت ضروری تھی) طاہر عمیر باغی کے بعد لمبے وقفے کے بعد جلوہ گر ہوئے اور اس بار بھی چھا گئے۔ طاہر عمیر یونہی لکھتے رہیے۔ زویا اعجاز کی کہانی آخری صفحات کی زینت تھی۔ زویا کے لیے مشورہ ہے کہ کہانی میں الفاظ سے خوبصورتی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کی تحریر میں دلکشی کی کمی ہوتی ہے۔ ایمل رضا کو سسپنس کا حصہ دیکھ کر اچھا لگا۔''

⊕ محمد ہمایوں تنولی، اسلام آباد سے شاملِ محفل ہیں ''ستمبر کا شمارہ عید الاضحی کے اگلے دن مل گیا۔ اس بار سرورق کافی گرین تھا۔ لگتا ہے کہ سسپنس میں بھی تبدیلی آگئی ہے کیونکہ سرورق کافی ہرا بھرا ہے۔ دیوارِ چمن کی طرح پھولوں کی دیوار بنادی ہے۔ اب جاتے ہیں کہانیوں کی طرف تو سب سے پہلے مرزا امجد بیگ کی چوہے دان پڑھی۔ مرزا امجد بیگ جیسے وکیل ہوں تو کوئی بے گناہ جیل میں نہ رہے۔ مرزا صاحب کو تو پولیس میں ہونا چاہیے۔ 90 فیصد کام تو پولیس کا کرتے ہیں۔ آئی او کو تو اتنی توفیق بھی نہیں ہوتی کہ اپنی توند کم کرنے کے لیے آؤٹ ورک ہی کریں۔ اب وقت ضائع کرنا مناسب نہیں۔ علی کے ساتھ انارکلی گئے اور وہاں چنگیز خان کو مروا کر...... پرائی غلطی پڑھی۔ اداکارہ بھی اچھی کہانی ہے پھر خود غرض سے ملے اور تماشا بھی دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات پڑھ کر دل کو اطمینان حاصل ہوا۔ رنگ آسماں اب سمجھ میں آنی شروع ہوئی ہے۔ ویسے کہانی بہت اچھی ہے، مگر ذرا گہرائی میں جانا پڑتا ہے پھر سمجھ میں آتی ہے۔ ہم سفر بھی اچھی کہانی ہے۔ لطائف بھی دلچسپ تھے۔ پسند آئے۔ محفل شعر و سخن میں مسند علی خان کوئٹہ کا قطعہ اچھا تھا۔ ایس سجاد اوکاڑہ کا شعر بھی اچھا تھا۔ کہکشاں کا شعر بھی بہت اچھا تھا۔ خطوط میں چلبلی ہیر جھنگ شی، خالد شیخ طاہری جامشورو، ریاض بٹ حسن ابدال اور شاہانہ سلطانہ کے خطوط بہت لمبے تھے۔ لگتا ہے چاروں ویلے ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے کتاب پڑھے بغیر تبصرہ کر دیتے ہیں۔ کئی لوگ لفظوں کے کھلاڑی ہوتے ہیں۔ خط اتنا ہو کہ باقی لوگ بھی محفل میں شامل ہوسکیں۔'' (نیک خیال ہے)

⊕ فیصل مشتاق، قبولہ شریف سے شریکِ محفل ہیں ''ماہ ستمبر کا سسپنس تھوڑا لیٹ موصول ہوا مگر خوبصورت سرورق اور

قابل لکھاریوں کی کہانیوں سے مزین تھا۔ اداریہ بہت خوب رہا۔ جون ایلیا کا انشائیہ پڑھا، بہت برجستہ لگا۔ واقعی لکھاری یا شاعر کی موت نہیں ہوتی بلکہ اکثر اوقات دنیا کے حالات و واقعات سے تنگ آجاتا ہے۔ وہ ظاہری موت مرجاتا ہے مگر اس کے الفاظ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ آپ کے خط سسپنس کا بہت دلچسپ سلسلہ ہے جس میں گلے شکوے، تبصرے، کھٹی میٹھی باتیں سب شامل ہوتا ہے۔ میں نے تمام دوستوں کے خطوط پڑھے۔ چلبلی ہیر آپ کا تبصرہ بہت عمدہ اور جامع رہا۔ اس کے بعد خالد شیخ طاہری اور ایمانے زارا شاہ کا تبصرہ بھی لاجواب تھا۔ ناہید یوسف اور ریاض بٹ کا تبصرہ بھی جامع اور زبردست تھا۔ انہوں نے ہر کہانی پر تبصرہ کیا۔ اس کے بعد کہانیوں کے تبصرے پر آئیں تو مجھے منظر امام کی تماشا نے بے حد متاثر کیا۔ نور آنکھیں نہ ہونے کے باوجود بھی سب دیکھ سکتا تھا اور واقعی کسی نے صحیح کہا ہے...... ظاہری آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی، ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی۔ نور وہ دیکھ سکتا تھا جو شاید ظاہری طور پر کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بہت ہی زبردست اور لاجواب کہانی تھی۔ ناصر ملک کی دوست بھی اچھی رہی۔ ڈاکٹر شیر شاہ سید کی حقیقی موضوع پر مبنی کہانی اپنے اندر باپ بیٹی کے رشتے کی خصوصی محبت لپیٹے ہوئے تھی۔ بے شک باپ اور بیٹی کی محبت کا رشتہ تب ہی سمجھ آتا ہے جب خود باپ کا رتبہ حاصل ہو۔ بدقسمتی کہ پرانی غلطی کی معافی نہ مانگی گئی۔ ان محبت بھرے رشتوں کو ہم تب تک نہیں سمجھ سکتے جب تک ہم خود ان کا رتبہ اختیار نہیں کرلیتے۔ ایمل رضا کی اداکارہ بھی خوب ہٹ رہی۔ کیتھرین دراصل اپنے ہی شوہر ہینٹ کے ساتھ اداکاری کر رہی تھی اور بے قصور سینٹ اس کے دھوکے کا شکار جانے کتنے سال سے ہو رہا تھا۔ ہم سفر فہرست کی پہلی کہانی تھی۔ چونکہ میں نے آخر میں پڑھی اور بلاشبہ بہت متاثر ہوا۔ کیسا عجیب سفر تھا۔ بلیک نے ماں باپ کی بات نہ مان کر غلطی کی تھی۔ جرمی اور ڈیزی جیسے لوگوں سے اس کا واسطہ خطرناک رہا۔ اس کے ساتھ سفر میں جو واقعات پیش آئے وہ ضرور پچھتایا ہوگا۔ کہانی اپنے اندر بہترین پلاٹ اور سبق لیے ہوئے تھی' ہمارے لیے بھی سبق ہے کسی کو ہم سفر بنانے سے پہلے سوچا جائے۔ غلطی سے بلیک نے گھر چھوڑا اور اس کا برا وقت شروع ہوگیا۔ اسی طرح برا وقت آتے دیر نہیں لگتی۔ ویل ڈن جناب تنویر ریاض۔ اس کے بعد شعروسخن کی محفل میں تمام شعر بہت خوب رہے۔ اس کے علاوہ تمام کہانیاں ہٹ رہیں۔ سسپنس میں میری پہلی انٹری ہے، آئندہ بھی آتا رہوں گا۔'' (جی بسم اللہ، بسم اللہ...... خوش آمدید)

☸ محمد اشرف کی مداح سرائی مغل پورہ، لاہور سے ''میں آپ کا اور سسپنس ڈائجسٹ کا بڑا مداح ہوں اور بہت پرانا قاری ہوں۔ ہر ماہ کے ڈائجسٹ میرے پاس محفوظ پڑے ہیں۔ ماہ ستمبر 2018ء کا اس وقت پڑھ رہا ہوں۔ بہت عمدہ کہانیاں ہیں، خاص طور پر چوہے دان اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور نبوت کی سیریز اچھی جارہی ہے...... عذرا رسول صاحبہ ایک مرتبہ پھر میں یاددہانی کروانا چاہتا ہوں۔ پہلے بھی میں نے آپ کو خط لکھا تھا۔ جون 2016ء کا شمارہ جو مجھ تک پہنچا، اس میں ایک کہانی ہے، ملک صفدر حیات کی۔ کہانی کا نام ہے درحقیقت۔ وہ نامکمل تھی۔ صفحہ نمبر 98 کے بعد صفحہ 131 شروع ہوگیا۔ تمام سسپنس ختم ہوگیا اور میں آج بھی بے چینی محسوس کرتا ہوں۔ کیا یہ صرف میرے شمارے میں ہوا تھا یا کسی اور قاری نے بھی محسوس کیا؟'' (جناب! اتنی پرانی بات آپ دبائے بیٹھے ہیں۔ ہمیں آپ کی طرف سے کوئی خط نہیں ملا۔ بہرحال آپ کے مسئلے کا حل بتا دیتے ہیں۔ اگر کبھی آپ کے پرچے میں ایسا ہوجائے تو براہ مہربانی آپ نے جس بک اسٹال سے پرچہ خریدا ہو، وہاں دوبارہ رابطہ کر کے پرچہ بدلوالیں۔ اکثر بائنڈنگ کی غلطی سے صفحات آگے پیچھے ہوجاتے ہیں)

☸ رضوانہ قریشی، راولپنڈی سے تشریف لائی ہیں ''اس دفعہ سسپنس میں نیا ٹائٹل دیکھنے کو ملا۔ مدیر اعلیٰ صاحب نے کاغذ کی مہنگائی کی وجہ سے 3 تجاویز ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ ہم سب کا مشورہ یہی ہے کہ بے شک رسالوں کی قیمت بڑھا دی جائے۔ JDP کو کچھ عرصے کے لیے نہیں، ایک مہینے کے لیے بھی معطل کرنے کا سوچیں بھی نہ۔ ہمارے نگران اعلیٰ نے اسے دن رات انتھک کوششوں سے یہاں تک پہنچایا ہے۔ سب کے خطوط پڑھتی ہوں۔ بہت معلوماتی تبصرہ ہوتا ہے۔ جو قاری مجھے جانتے ہیں ان کے تبصروں میں اپنا نام ضرور تلاش کرتی ہوں جیسے اشفاق شاہین، محمد خواجہ، زرین آفریدی، مرحا گل، عبدالجبار رومی اور محمد صفدر معاویہ.... آپ کو بیٹے کی بہت مبارکباد''

اب ان قارئین کے نام جن کے نامے محفل میں شامل نہ ہوسکے۔

ریحانہ خالد، پشاور۔ سلیم اختر، کراچی۔ راشد محمود، حیدرآباد۔ غلام فرید، سکھر۔ رانا احسان، کراچی۔ فرخندہ سلیم، سرگودھا۔ ریاض فیروز، میرپور خاص۔ محمد انور، کوئٹہ۔ امتیاز احمد، حیدرآباد۔ رئیس ایڈو، نواب شاہ۔ کاشفہ جتول، ملتان۔ غلام رسول، چنیوٹ۔ محمد اسلم، پھالیہ۔ اعتزاز ظفر، ڈیرہ اسماعیل خان۔ نوشتہ گلزار، بھکر۔ رانا ارشد، چکوڑی (منڈی بہاؤالدین)

ماضی کا آئینہ۔ بااختیار اور بے اختیار انسانوں کے عبرت اثر واقعات

مکافات

ڈاکٹر ساجد امجد

ماضی کا سحر بھی کتنا عجیب ہوتا ہے۔ جانے والوں کی زندگی کے نشیب و فراز... غم، خوشی... فتح، شکست جیسے واقعات آنے والوں کے لیے کسی دلچسپ داستان سے کم نہیں ہوتے... سسپنس کے تاریخی صفحات کا یہی جادو ہے کہ پڑھنے والوں کو اپنے سحر سے آزاد نہیں ہونے دیتا... بلبن کا دور بھی تخت اور طاقت کے گرد اپنا دائرہ مکمل کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ جہاں طاقت، دولت اور حکمرانی یکجا ہو جائیں وہاں سازشیوں کا گروہ بہت فعال کردار ادا کرتے ہوئے اس طاقت کے منبع کو تاراج کرنے کی مذموم کاوشوں میں مصروف عمل رہتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اچھے کرداروں کے ساتھ ان منفی رویّہ اختیار کرنے والوں کا ذکر کیسے تاریخی حوالوں میں ملتا... بہرحال چاہے بادشاہوں کی داستان ہو یا فقیروں کی زندگی، اعمال کو پرکھنے اور ان کے لیے مکافات کا فارمولا بالکل یکساں ہے اور اس کے شکنجے سے کوئی آزاد نہیں ہو پاتا۔

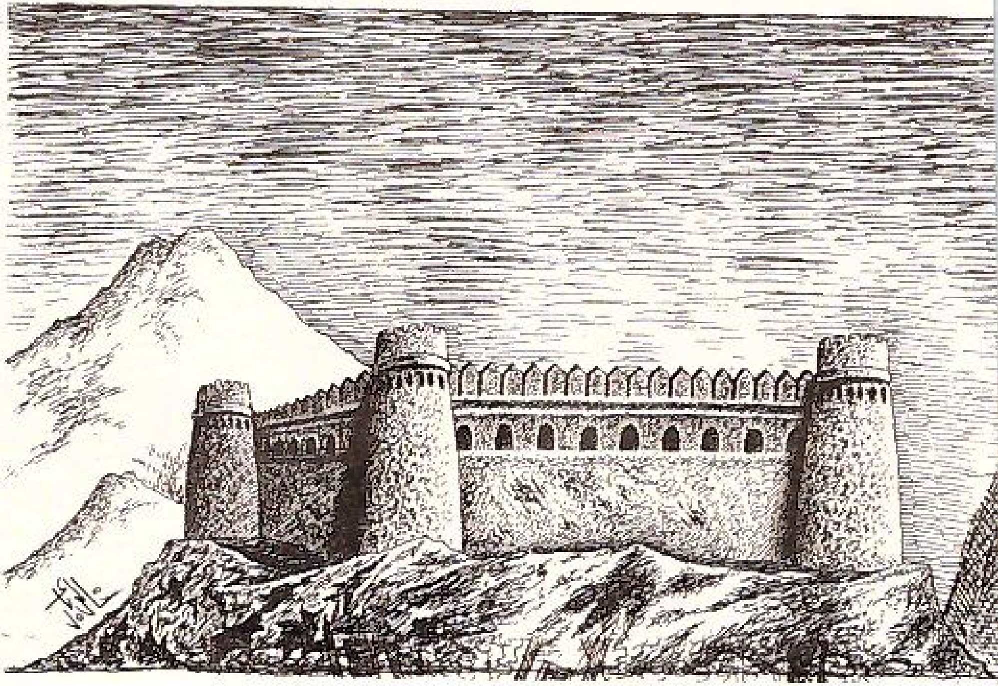

لکھنوتی کوئی یہاں رکھا تھا۔ دارالحکومت دہلی سے
بہت دور تھا اور ایک وسیع میدانی علاقے میں پھیلا ہوا تھا۔
علاوہ بریں ایسے دشوار گزار راستے تھے کہ وہاں تک پہنچنا

جان جوکھوں کا کام تھا لہٰذا جب سلطان غیاث الدین بلبن
نے اپنے ایک ترک غلام ''طغرل'' کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تو
اس نے غلامی کا طوق اپنے گلے سے اتار کر حکمرانی کے

خواب دیکھے لیکن نیا نیا دہلی سے آیا تھا۔ بلبن کے دربار کی شان و شوکت ابھی اس کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئی تھی۔ بلبن کے بہترین انتظامات، اس کے بیٹوں کی بہادری اور خود بلبن کی تلوار کی کاٹ اس کے حوصلوں کو پست کیے دے رہی تھی حالانکہ خود اس کی بہادری ضرب المثل تھی۔ وہ عرصے تک اپنے ارمان دل میں دبائے بیٹھا رہا۔ اتنی ہمت نہ ہوتی تھی کہ علم بغاوت بلند کرے۔ یہ کہہ کر حوصلہ بڑھاتا تھا کہ اس کا آقا بلبن بھی تو ایک غلام تھا۔ جب وہ بادشاہ بن سکتا ہے تو میں کیوں نہیں۔ قطب الدین ایبک کی مثال بھی اس کے سامنے تھی۔ اس سب کے باوجود وہ ارادے باندھتا تھا اور توڑ دیتا تھا۔ سرکشی کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ اس نے کسی ڈراؤنے خواب کی طرح اس خیال کو پس پشت ڈالا اور صوبے کے انتظام و انصرام میں دلجمعی سے مشغول ہو گیا۔ نمک حرامی شاید اس کے نصیب میں لکھی ہوئی تھی کہ اس کو اس علاقے کی چند مہموں میں زبردست کامیابی ہوئی۔ ان کامیابیوں نے اس کے ارادوں کو جوان کرنا شروع کر دیا۔

یہ علاقہ ہی ایسا تھا کہ ایک مدت سے بغاوت کرنا یہاں کے رہنے والوں کی عادت اور طبیعت بن گئی تھی۔ یہ شرپسند طغرل کے ارادوں کو بھانپ گئے تھے لیکن وقت آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ موقع انہیں اس وقت مل گیا جب طغرل نے ایک مال دار علاقے ''جاج نگر'' پر حملہ کر دیا۔ اس معرکے میں بہت سا مال و دولت اس کے ہاتھ لگا۔ لکھنوتی کے شرپسندوں اور باغیوں نے اس تک رسائی حاصل کر لی اور اس کو طرح طرح سے ورغلانا شروع کر دیا۔

''سلطان بلبن اب بوڑھا ہو گیا ہے اور اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو مغلوں کے مقابلے کے لیے متعین کر دیا ہے۔ کوئی دن نہیں جاتا کہ مغل ہندوستان میں نہ گھس آتے ہوں اور کوئی نہ کوئی قضیہ نہ اٹھ کھڑا ہوتا ہو۔ مغلوں کے خلاف دفاع کا انتظام شاہانِ دہلی کے لیے سب سے اہم مسئلہ ہے۔ سلطان بلبن اور اس کے لڑکوں کے لیے یہ ممکن نہیں کہ مغلوں کو نظر انداز کر کے لکھنوتی کا رخ کریں اور نہ ہی اس کے امراء میں کوئی سردار ایسا ہے کہ آپ کے مقابلے پر آئے۔ لہٰذا آپ چترِ شاہی سر پر رکھیں اور اپنی بادشاہت کا اعلان فرما دیں۔''

طغرل ان باتوں پر فریفتہ ضرور ہوا لیکن منہ سے کچھ نہ بولا اور سر درد کا بہانہ کر کے محفل سے اٹھ گیا۔ شرپسندوں پر مایوسی چھا گئی۔ وہ آپس میں اس کے خلاف باتیں کرنے لگے۔

''طغرل ایسی بزدلی کا مظاہرہ کرے گا، یہ تو ہم نے سوچا بھی نہیں تھا۔ اگر وہ بغاوت پر آمادہ نہ ہوا تو ہمارے خلاف قدم اٹھانے سے گریز نہیں کرے گا کیونکہ ہمارے ارادے اس پر ظاہر ہو گئے ہیں۔''

''پھر؟''

''پھر کیا...... اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچے، ہم اس کے قتل کا بندوبست کرتے ہیں۔ شاید نیا آنے والا ہمارے مطلب کا ہو۔''

''کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو لیکن کیا یہ اتنا آسان ہوگا؟''

''اس میں مشکل کیا ہے۔ یہ باتیں چل ہی رہی ہیں۔ ان باتوں کے بہانے اس سے ملاقات کریں گے اور موقع دیکھ کر کام تمام کر دیں گے۔''

''میرے خیال میں تو ابھی جلدی مت کرو۔ اس کی طرف سے کوئی جواب آنے دو۔ ہو سکتا ہے اسے سوچنے کے لیے وقت درکار ہو۔''

''ٹھیک ہے، دو چار دن اور دیکھ لیتے ہیں۔''

طغرل ان لوگوں کے پاس سے اٹھ کر اپنی خواب گاہ میں چلا گیا تھا۔ اس وقت ایک ہی موضوع اس کے پاس سوچنے کے لیے تھا اور وہ سوچ رہا تھا۔ رات کا ایک بڑا حصہ اسی ادھیڑ بن میں گزار دیا اور پھر ایک نتیجے پر پہنچ گیا۔

صبح ہوئی تو اس نے بلبن کے غیظ و غضب کو بالائے طاق رکھا اور جو مالِ غنیمت وہ جاج نگر سے لایا تھا، سب اپنے پاس رکھ لیا۔ ایک ہاتھی تک دہلی کی طرف روانہ نہیں کیا۔ کسی حاکم کے لیے اس سے بڑا اور کوئی جرم نہیں تھا کہ وہ بادشاہ کا حصہ ہڑپ کر لے۔ یہ کھلی بغاوت تھی۔ اسے معلوم تھا کہ بادشاہ اس پر لشکر کشی ضرور کرے گا لیکن اسے بھی اپنی عسکری قوت پر ناز تھا لہٰذا ڈٹا رہا۔

جب کئی دن گزر گئے اور بادشاہ کی جانب سے نہ تو کوئی قاصد آیا نہ لشکر کشی کی خبر ملی تو اسے تعجب ہوا۔ اسے باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی کہ بلبن سخت بیمار ہے اور ایک مہینا ہو گیا ہے وہ اپنی رہائش گاہ سے باہر نہیں نکلا ہے۔

اس نے اس وقفے کو غنیمت جانا اور لشکر تیار کرنے لگا تاکہ صحت یاب ہونے کے بعد بلبن اس طرف کا رخ کرے تو اس کا مقابلہ کیا جا سکے۔

اس کے ساتھیوں کو جب اس کے اس اقدام کی اطلاع ہوئی تو ان کی کچھ ڈھارس بندھی اور اسے مشورہ دیا کہ وہ اس بغاوت کے ساتھ ہی اپنی بادشاہت کا اعلان بھی

کردے اور اپنے نام کا سکہ جاری کر کے دہلی سے اپنا رشتہ منقطع کر لے۔ طغرل نے ایک مرتبہ پھر ان کے اس مشورے کو ماننے میں ہچکچاہٹ ظاہر کی۔

ان شرپسندوں کو کوئی تاخیر گوارا نہیں تھی۔ انہوں نے پھر آپس میں صلاح مشورے کیے اور اگلے ہی دن اس کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

''آپ کے پاس دہلی سے کوئی خبر آئی۔''

''کیسی خبر؟ بس یہی معلوم ہوا تھا کہ بلبن علیل ہے۔''

''وہ انتقال کر چکا ہے۔ سلطنت میں انتشار نہ پھیل جائے اس لیے اس خبر کو چھپایا جا رہا ہے۔''

اس بے بنیاد خبر کو سنتے ہی اس نے تحقیق کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔ چترِ شاہی سر پر سایہ فگن کیا اور سلطان معزالدین کا خطاب اختیار کیا اور اس کو فخر کے ساتھ خطبہ وسکہ میں شامل کر لیا۔ وہ چونکہ بہت فیاض تھا اور لوگوں پر کثرت سے بخشش کرتا تھا اس لیے اس شہر کے باشندے اور علاقے کے رہنے والے اس کے ساتھ ہو گئے۔

طغرل کو خودمختار حکومت قائم کیے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بلبن کی صحت یابی کے فرمان لکھنوتی پہنچے لیکن چونکہ خودمختاری کا چسکا پڑ چکا تھا اس لیے اس نے آگے بڑھ کر پیچھے ہٹنا مناسب نہ سمجھا۔ اپنی اس ناشائستہ حرکت پر نادم ہونے کے بجائے بغاوت پر آمادہ رہا۔ اس کے نادان دوست برابر اسے سمجھاتے رہے کہ بلبن کو مغلوں ہی سے فرصت نہیں، وہ لکھنوتی کا رخ کیا کرے گا۔

بلبن کو جب ان حالات کا علم ہوا تو اسے سخت رنج ہوا۔ دکھ اس بات کا تھا کہ ایک غلام سے یہ حرکت سرزد ہوئی تھی۔ طغرل کی بخششوں کی خبریں برابر اس تک پہنچ رہی تھیں۔ اس کا غصہ اور غضب بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اس کا شعلہ غضب ایسا بڑھ گیا تھا کہ کسی کو اس کے سامنے آنے اور کچھ عرض کرنے کی مجال نہیں تھی۔ آخر کئی روز خلوت میں رہنے کے بعد اس نے اپنے ایک سردار ملک البتگین کو جو امین خاں بھی کہلاتا تھا، طلب کیا۔

''تم نے کافرِ نعمت طغرل کی نمک حرامی کی خبر سن لی ہوگی۔ وہی طغرل جو میرا غلام تھا اور میں نے اسے لکھنوتی کا حاکم بنایا۔ اس نے بغاوت کی ہے اور غلامی کو شاہی سے بدلنے کے درپے ہے۔''

''جی ہاں یہ خبر میں نے اسی رنج کے ساتھ سنی ہے جس دکھ کا اظہار آپ نے فرمایا۔''

''یہ نہیں پوچھو گے میں نے تمہیں کس لیے طلب کیا ہے؟''

''بادشاہوں کے معاملات بادشاہ ہی جانیں۔''

''میں طغرل کو معزول کر کے تمہیں صوبہ لکھنوتی کا حاکم مقرر کرتا ہوں۔ وہ چونکہ بغاوت پر کمربستہ ہے اس لیے تمہیں اس بغاوت کو کچل کر اپنا غلبہ حاصل کرنا ہوگا۔''

''مجھے صوبہ داری کا لالچ نہیں لیکن میں اس بغاوت کو کچلنے کے لیے آپ کے حکم کی پاسداری ضرور کروں گا۔''

امین خاں سلطان بلبن کا غلام تھا۔ برسوں سے اودھ کے اقطاع اس کے پاس تھے۔ اس کا شمار لشکر کے سرداروں میں کیا جاتا تھا۔ سلطان نے چند نامی گرامی امراء کو اس کے ساتھ کیا۔

امین خاں طغرل کی بغاوت فرو کرنے کے لیے روانہ ہوا۔

امین خاں ہندوستان کے لشکر کے ساتھ جنگ کے لیے مستعد ہو کر لکھنوتی کے لیے روانہ ہوا۔ ادھر سے طغرل بھی ایک زبردست لشکر کے ساتھ اپنے دارالحکومت سے باہر آیا۔ ایک وسیع میدان میں دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔

طغرل کے پاس آدمیوں کی بہت بڑی جماعت اکٹھی ہو گئی تھی۔ اس کی کثرتِ بخشش کی وجہ سے اس علاقے کے باشندے اور خود دہلی سے آئے ہوئے لوگ دل وجان سے اس کے دوست بن گئے تھے۔ یہاں بھی اس نے یہی کیا۔ نیزے اور تلوار سے کام لینے کے بجائے روپے اور چاندی سے کام لیا۔ امین خاں تو اس کے سپاہیوں کی تعداد دیکھ کر ہی حیران ہو رہا تھا۔ اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اس کے اپنے سپاہی بھی رشوت لے کر منحرف ہو چکے ہیں۔ اس کا انکشاف اس وقت ہوا جب باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا اور امین خاں کا آدھا لشکر، طغرل سے جا کر مل گیا۔ جو باقی بچ گئے تھے ایسی بے دلی سے لڑے کہ جلد ہی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ہندوستانی سپاہی ایک سمت میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ بھاگنے کے دوران ہندوؤں نے انہیں خوب لوٹا کیونکہ کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں تھا۔

امین خاں کی شکست کی خبر جونہی سلطان تک پہنچی، وہ آپے سے باہر ہو گیا اور وہ ایسی حرکت کر بیٹھا جو اس سے کبھی سرزد نہیں ہوئی تھی۔ اس نے امین خاں کو قتل کرا کے اس کا سر اودھ کے دروازے پر لٹکوا دیا۔ جنگوں میں فتح بھی ہوتی ہے اور شکست بھی۔ شکست کا مطلب ہرگز غداری نہیں ہوتا

لیکن امین خاں کو غداری کی سزا ملی۔ اس سزا کو عام لوگوں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔ یہ باتیں عام ہونے لگیں کہ اب بلبن کا عہدِ حکمرانی خاتمے کے قریب ہے۔

اگلے سال سلطان بلبن نے ایک دوسرا سردار متعین کر کے ہندوستان کے لشکروں کے ساتھ لکھنوتی کے لیے نامزد کیا۔ امین خاں کے لشکر کی شکست نے طغرل کا حوصلہ بڑھا دیا تھا اور اس کی شوکت و قوت میں بھی اضافہ ہو گیا تھا چنانچہ وہ ایک بڑی فوج کے ساتھ لکھنوتی سے روانہ ہو کر دہلی کے لشکر کے ساتھ برسرِپیکار ہوا۔ اس نے اس لشکر کو بھی... بہ آسانی شکست دے دی اور بے پناہ مالِ غنیمت پر قبضہ کر لیا۔

اس شکست کی خبر بلبن تک پہنچی تو اس کے غصے کی انتہا نہ رہی۔ اس نے اپنے بڑھاپے کو پاؤں تلے روندا اور طغرل کا قلع قمع کرنے کے لیے خود کمرِ ہمت کس لی۔

''دریائے گنگا و جمنا میں بہت سی کشتیاں اور بجرے تیار رکھے جائیں۔'' فرمان جاری ہوا۔

لکھنوتی پر لشکر کشی کا ارادہ تھا لیکن اس نے ظاہر یہ کیا کہ شکار پر جا رہا ہے۔ شکار کے بہانے وہ سمانہ اور سنام کی جانب روانہ ہوا۔ سمانہ اور سنام کی ولایت کو شقوں میں تقسیم کیا اور وہیں کے امراء کو سپرد کیا۔ ملک سراج کو سمانہ کی نیابت تفویض کی اور سمانہ کے لشکر کا سردار بھی اسی کو بنایا اور اپنے بیٹے بغرا خاں کو اپنا ذاتی دستہ مرتب و مستعد کر کے شاہی لشکر کے پیچھے آنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وہ سمانہ سے واپس ہوا اور دوآبہ کے علاقے میں داخل ہو کر دریائے گنگا کو عبور کیا اور لکھنوتی کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں سے اس نے ملتان میں اپنے بڑے بیٹے کو حکم بھیجا کہ میں لکھنوتی آ گیا ہوں، اب تو جانے اور وہ علاقہ۔ جس طرح ممکن ہو اور تو مناسب سمجھے مغلوں کا مقابلہ کر۔ سمانہ کا لشکر میں نے تیرے لیے نامزد کر دیا ہے۔

کوتوالِ دہلی ملک فخر الدین کی طرف پیغامبر دوڑایا اور یہ پیغام بھیجا۔

''میں نے طغرل کا تعاقب شروع کر دیا۔ شکار کا تو محض بہانہ تھا تاکہ وقت سے پہلے طغرل کو میری آمد کی اطلاع نہ پہنچے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں طغرل کی سرکوبی کے لیے دہلی سے نکلا تھا۔ جہاں بھی وہ جائے گا، میں اس کا پیچھا کروں گا جب تک کہ اس سے اور اس کے ساتھیوں سے انتقام نہ لے لوں۔ دہلی کو میں نے تیرے سپرد کیا۔ میری عدم موجودگی میں دہلی کے معاملات کی دیکھ بھال کر۔ دیوانِ وزارت اور دیوانِ عرض کے محرروں اور ان کے ماتحتوں کو خود ہدایات دے اور احکامات جاری کر۔ میری عدم موجودگی میں مجھ سے کسی معاملے کے متعلق دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔''

یہ پیغام بھیجنے کے بعد اس نے کوچ کر دیا۔ یہ برسات کا زمانہ تھا لیکن اس کی عالی ہمتی نے موسم کی پروا نہ کی۔ وہ جب اودھ پہنچا تو عام معائنے کے لیے سب کو جمع کیا۔ اس وقت سوار، پیادے، تیر انداز، غلام، نوکر، سوداگر سب کی تعداد دو لاکھ ہوئی۔ جونہی اس نے دریائے سرجو عبور کیا بارش ہونے لگی۔ اگرچہ سلطان کے ساتھ بہت سے بجرے تھے مگر نشیبی مقامات میں پانی کے جمع ہو جانے، آدمیوں کی کثیر تعداد، کیچڑ اور دلدل کی زیادتی اور متواتر بارش کی وجہ سے لشکر کو جگہ جگہ رکنا پڑا جس کی وجہ سے لکھنوتی پہنچنے میں معمول سے زیادہ دیر ہو گئی۔

سلطان کے لکھنوتی کے عزم کی خبر سننے سے پہلے طغرل اپنے درباریوں سے کہا کرتا تھا کہ سلطان کے علاوہ جو بھی میرے مقابل آئے گا، اس کو میں اچھی طرح جواب دے سکتا ہوں لیکن ہاں اگر سلطان، دہلی کے معاملات کو چھوڑ کر خود آ جائے تو اس کا مقابلہ میں نہ کر سکوں گا۔

آخر وہ وقت آ ہی گیا۔ جب اس نے سنا کہ سلطان بلبن اپنے لشکر کے ساتھ دریائے سرجو عبور کر چکا ہے تو اس نے بھاگنے کی تیاری کی۔ بلبن کو بارش کی وجہ سے جگہ جگہ رکنا پڑا تھا لہٰذا طغرل کو تیاری کا خوب موقع مل گیا۔ اس نے اپنی دولت، ہاتھی، سربرآوردہ اور متوسلین مع ان کے بیوی بچوں کو اپنے ساتھ لے جانے کی تیاری کی۔ لکھنوتی سے ہر طبقے کے لائق اور کارآمد آدمیوں کو بلبن کی سزا ہی سے ڈرا کر اپنے ہمراہ لے لیا اور ''جاج نگر'' کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ کچھ دن جاج نگر میں قیام کرے گا اور بلبن کے واپس ہونے کے بعد دوبارہ لکھنوتی پر قبضہ کر لے گا۔

اب حال یہ تھا کہ طغرل جاج نگر کی طرف بڑھ رہا تھا اور بلبن لکھنوتی کی طرف۔

سلطان بلبن نے لکھنوتی میں چند دن قیام کیا اور پھر طغرل کے تعاقب میں جاج نگر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس عزم کے ساتھ کہ جب تک طغرل سے انتقام نہ لے گا، واپس نہیں جائے گا، متواتر کوچ کرتا ہوا تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ جب وہ سنار گاؤں پہنچا تو وہاں کے راجا دنوج رائے نے اس سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ بلبن کو اعتراض تو کوئی نہیں تھا بلکہ یہ تو ایک لحاظ سے اچھا ہی تھا لیکن وہ یہ سوچ کر پریشان ہو گیا کہ راجا کے آنے پر وہ تعظیم کے لیے کس طرح

باقی کا مکمل ڈائجسٹ پڑھنے کے لئے نیچے دیئے
گئے لنک پر کلک کریں۔ شکریہ

www.urdubooks.pk

UrduBooks.pk

URDUBOOKS.PK

PDF اردو کتابیں مفت ڈاؤنلوڈ کریں

تمام تازہ ترین اُردو ڈائجسٹ، کہانیاں، ناول، کتابیں، افسانے، میگزین اور کوکنگ بکس پی ڈی ایف میں فری ڈاؤنلوڈ کرنے کے لیے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

www.urdubooks.pk